شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود رحمہ اللہ

بانی مملکت سعودی عرب

تحریر جناب ملک عبدالرشید عراقی

مملکت سعودی عرب کے بانی جلالۃ الملک شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل سعود ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۹۳ء مطابق ۱۸۷۶ء ریاض میں پیدا ہوئے ان کا شجرہ نسب یہ ہے: عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن فیصل بن ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود۔

جب ہوش سنبھالا تو ان کے والد محترم عبدالرحمٰن بن فیصل نے ان کی تعلیم کا آغاز کیا، سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور قرآن مجید کی تعلیم میں ان کے استاذ شیخ قاضی عبداللہ الخزرجی تھے۔ قرآن مجید کی تعلیم کے بعد فقہ اور اصول فقہ کی تحصیل کیلئے شیخ عبداللہ بن عبداللطیف کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، جب آپ نے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم مکمل کر لی تو شاہ عبدالعزیز کی عمر گیارہ سال تھی۔

جب ریاض پر آل رشید کا قبضہ ہو گیا تو شاہ عبدالعزیز اپنے والد کے ہمراہ کویت چلے گئے اس وقت کے حکمران الشیخ مبارک الصباح تھے۔ کویت کے قیام کے دوران شاہ عبدالعزیز نے علمائے غزنویہ امرتسر مولانا عبدالرحیم غزنوی مع اپنے برادران (جو بسلسلہ کاروبار کویت میں مقیم تھے) سے علوم اسلامیہ خاص کر حدیث نبوی ﷺ اور فقہ میں استفادہ کیا۔

کویت کے قیام کے دوران شاہ عبدالعزیز اپنے خاندان پر گزرنے والی مشکلات اور مصائب وغیرہ کے بارے میں سوچا کرتے تھے کہ ان کے والد محترم کس طرح کویت میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے ہیں اور کس طرح وہ اپنا ملک دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں، اس سلسلہ میں وہ اپنے دل میں خاموشی سے ایک اسکیم تیار کرنے میں کوشاں رہے۔ وہ اپنے ملک کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے اور وہ تمام معلومات اپنے ملک سے آنے والے قافلوں سے حاصل کرتے تھے۔

شاہ عبدالعزیز کے والد محترم امام عبدالرحمان بن فیصل کی صرف ایک ہی خواہش تھی کہ وہ کس طرح

اپنا کھویا ہوا ملک (جس کی بنیاد ان کے جد امجد شیخ محمد بن سعود نے رکھی تھی) اس کو دوبارہ حاصل کیا جائے اور اُن کی یہ بھی خواہش تھی کہ عرب دنیا ایک قوم کے طور پر ابھرے اور ان میں سلف صالحین اور صادقین جیسے لوگ پیدا ہوں، اگر یہ خواب ان کی زندگی میں شرمندہ تعبیر نہ ہوا تو ان کے بعد ان کے صاحبزادگان اس خواب کو پورا کریں۔

پہلی کوشش شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعودؒ نے ریاض شہر پر قبضہ حاصل کرنے کیلئے پہلی کوشش ۱۹۰۰ء میں ایک مختصر فوجی دستہ کے ہمراہ کی، اس وقت شاہ عبدالعزیز کی عمر ۲۱ سال تھی۔ ۷ مارچ ۱۹۱۰ء کو آل رشید کی فوجوں سے جنگ ہوئی اور جنگ میں ابن رشید نے کامیابی حاصل کی اور شاہ عبدالعزیز ریاض سے واپس کویت چلے گئے۔

کویت میں ایک میٹنگ جب شاہ عبدالعزیز ریاض سے کویت پہنچے تو انہوں نے ایک دن اپنے تمام بھائیوں کو اپنے گھر بلایا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں آج تمہارے ساتھ ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ نے اپنے بھائیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

میرے والد محترم مجھے ریاض پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے لیکن اس کی اجازت کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ جب وہ مطمئن ہو جائیں کہ آپ میرے ساتھ ہیں اور آپ لوگ مجھے شرمندہ نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ کی قسم! میں دنیا کے مال و اسباب سے کچھ بھی نہیں چاہتا۔ میرے لئے صرف ایک ہی روٹی کافی ہے جو مجھے یہاں والد محترم کے گھر میں آسانی سے مل سکتی ہے لیکن میں یہاں نہیں رہ سکتا، اس جلاوطنی کی زندگی کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ ریاض شہر میں ہمارے گھر ہیں، ہمارے باپ دادا کے گھر ہیں، یہ ہمارے لئے ذلت کی بات ہے کہ ابن رشید ہمارے رشتہ داروں اور ہم پر حکمرانی کرے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ لوگوں کے ساتھ سب سے آگے سینہ سپر رہوں گا، اگر اس راستہ میں مجھے کچھ ہو جائے تو آپ میرا بدلہ بھی نہ لیں، اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے اور وہ ہمارے لئے دروازے کھول دے تو وہ تمام بھائیوں کیلئے ہوں گے، ہم سب برابر ہوں گے، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہماری سلب شدہ عزت جو آپ کی عزت ہے بحال ہو جائے۔ اس مجلس میں جتنے نوجوان تھے، سب نے بیک وقت کہا کہ وہ ان کا ہر صورت، ہر لمحہ ساتھ دیں گے یا تو فتح حاصل کریں گے یا سب کے سب شہادت سے سرفراز ہوں گے۔

شاہ عبدالعزیز کی کامیابی اس کے بعد شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم کی اجازت سے ریاض پر حملہ کردیا، شاہ عبدالعزیز اور ابن رشید کی فوجوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور وقت کے لحاظ سے یہ کم عرصہ لڑائی تھی۔ چنانچہ ۵ شوال ۱۳۱۹ ہجری مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء کے دن ایک پکارنے والے نے منادی کردی کہ شہزادہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود ریاض میں داخل ہوگئے ہیں اور ابن رشید کا کارندہ عجلان مارا جاچکا ہے اور منادی کرنے والے نے یہ بھی اعلان کیا کہ اللہ اکبر! حکومت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور شہزادہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل آل سعود کے امین ہیں۔

امیر عبدالرحمٰن بن فیصل کی کویت سے ریاض واپسی شاہ عبدالعزیز نے ریاض کو فتح کرلیا تو اس وقت ان کے والد محترم شیخ عبدالرحمان بن فیصل کویت میں قیام پذیر تھے۔ جب انہیں اطلاع دی گئی کہ آپ کو شہزادہ عبدالعزیز نے ریاض آنے کی استدعا کی ہے تو شیخ ریاض جانے کیلئے تیار ہوگئے، امیر کویت شیخ مبارک نے بڑی گرم جوشی سے آپ کو الوداع کیا۔

چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن بن فیصل نے ریاض جانے کیلئے وہ راستہ اختیار کیا جو عام راستہ نہ تھا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ ابن رشید اور اس کی افواج کو پتہ نہ چل سکے۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن جب ریاض کے قریب پہنچے تو شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم کا والہانہ استقبال کیا اور اپنے والد کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

جب شیخ عبدالرحمٰن بن فیصل ریاض پہنچ گئے تو شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم سے کہا کہ حکمرانی آپ کا حق ہے اور میں بطور ایک سپاہی کے آپ کے ماتحت کام کروں گا۔ اس کے جواب میں شیخ عبدالرحمٰن بن فیصل نے کہا اگر مجھے کویت سے حکمرانی کیلئے بلایا گیا ہے تو یہ ناممکن ہے، حکمرانی شہزادہ عبدالعزیز کا حق ہے میرا نہیں......؟

اس پر علمائے کرام نے مداخلت کی کہ شہزادہ عبدالعزیز پر یہ فرض لاگو ہوتا ہے کہ وہ اپنے والد محترم کی اطاعت کریں اور شیخ عبدالرحمٰن کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ شہزادہ عبدالعزیز کے جذبات کا احترام کریں، چنانچہ شہزادہ عبدالعزیز نے مشروط قبول کیا۔ شرط یہ تھی کہ میرے والد محترم میرے نگران ہوں گے اور میری ان امور کی طرف رہنمائی کریں گے جن میں مملکت کی بھلائی ہوگی اور اگر اس مملکت کی مصلحت کے خلاف کوئی بات ہوگی تو اس سے مجھ کو روکیں گے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن فیصل کے نصائح شیخ عبدالرحمٰن بن فیصل نے فرمایا کہ سنو، عبدالعزیز! انصاف حکمرانی کی بنیاد ہے اگر تم حکمرانی چاہتے ہو تو عدل کا خیال رکھو ظلم سے بچتے رہو، ہمیشہ پرہیزگاری اختیار کرو اور قوم کا ہر فرد خواہ ولی ہو یا عام شہری وہ تمہارا محاسبہ کرسکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں بہت غیرت والا ہے اس دن کو یاد کرو جب تمہیں نہ مال نہ حکمرانی نہ جاہ ومنصب اور نہ بیٹے فائدہ دے سکیں گے۔

شاہ عبدالعزیز کی بیعت اس کے بعد تمام لوگوں نے شاہ عبدالعزیز کی بطور حکمران نجد بیعت کی، اس وقت شاہ عبدالعزیز کی عمر صرف ۲۲ سال تھی اور شیخ عبدالرحمان بن فیصل نے سعود الکبیر کی تلوار انہیں عنایت کی، تلوار دینے کا اشارہ یہ تھا کہ بیعت صحیح ہوئی ہے اور شیخ عبدالرحمٰن نے شاہ عبدالعزیز کو آل سعود کا محل دے دیا اور خود عجلان والے گھر میں منتقل ہوگئے۔

بیعت کے بعد بیعت کے بعد شاہ عبدالعزیز بن شیخ عبدالرحمٰن (والی نجد) نے اپنی مملکت کو اسلامی وفلاحی ریاست بنانے کی طرف توجہ کی اور اس کے ساتھ نجد کے علاوہ حجاز کے بارے میں بھی کچھ انقلابی قدم اٹھانے پر غور وخوض کرنے لگے اور عوام کی بہتری کیلئے بھی ضروری اقدامات کا سلسلہ شروع کیا۔

حجاز پر قبضہ شاہ عبدالعزیز نے ۱۹۲۱ء میں حائل پر قبضہ کیا۔ ۷ ستمبر ۱۹۲۴ء کو طائف کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ ۱۹۲۴ء میں مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا۔ ۵ جون ۱۹۲۵ء کو مدینہ منورہ پر قبضہ کیا اور ۲۲ جون ۱۹۲۵ء کو جدہ کو اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ جب شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود نے مدینہ منورہ پر قبضہ کرکے اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا تو مولانا ظفر علی خان نے ''تطہیر یثرب'' کے نام سے حسب ذیل نظم کہی۔

داخل ہوئے مدینے میں ابن سعود آج
پھر جوش پر ہے رحمت رب ودود آج
توحید کا عرب میں علم سربلند ہے
قائم ہوئی ہیں شرع نبیؐ کی حدود آج
ہیں غازیان نجد پیغمبر کے پاسبان
یثرب میں خیمہ زن ہیں خدا کے جنود آج
آتے ہی مسجد نبوی میں پڑھی نماز

کیا لطف دے گیا ہے رکوع و سجود آج

منکر بتائے جاتے تھے جس نام پاک کے
اس پہ یہ لوگ بھیج رہے ہیں درود آج

اس جھوٹ کا کہ گنبد خضریٰ ہوا شہید
سلطان نے بکھیر دیا ہے تارو پود آج

ہم کو ہے پاس عہد کے ابن سعود کا
کس کو ہیں یاد روز اول کے عہد و عقود آج

کل جس کے نام سے بھی نہ تھا عالم آشنا
ہم اس کے پاس لے کر چلے ہیں وفود آج

رگ رگ میں خون موج سلف دوڑنے لگی
مٹنے لگا ہے تفرقہ ہست و بود آج

قبرص میں ہے حسین تو فیصل عراق میں
نابود ہے حجاز میں ان کا وجود آج

اک رہ گیا ہے علی تو اسے دیکھ دیکھ کر
یاد آ رہی ہے مجھ کو حدیث ثمود آج

جدہ سے راہگوارے فلسطین ہی تو ہو
جو بن رہا ہے جائے پناہ یہود آج

اسلام کے ہبوط کل تک تھے خوش حریف
جلتے ہیں دیکھ دیکھ کر اس کا صعود آج

نجد وحجاز ایک مکہ مدینہ اور جدہ پر قبضہ ہونے کے بعد شاہ عبدالعزیز نے نجد وحجاز کو ایک ساتھ مدغم کر دیا اور اس کا نام "المملکۃ السعودیۃ العربیۃ" رکھا اور اس کے ساتھ اپنی بادشاہت کا بھی اعلان کر دیا۔

اخلاق وعادات اخلاق وعادات کے اعتبار سے شاہ ابن سعود بہت اعلیٰ وارفع تھے، وہ انصاف کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے اور وہ اسے زندگی کا مقصد سمجھتے تھے، ان میں خوف خدا حد درجہ تھا۔ شاہ عبدالعزیز بین الاقوامی سیاست میں بہت ماہر تھے اور بین الاقوامی چالوں سے پوری طرح باخبر تھے اور اندرونی سیاست پر بھی

مکمل عبور رکھتے تھے۔ شاہ ابن سعود میں یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کو معاف کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ وہ اپنے دل میں کسی شخص کے بارے میں کینہ اور بغض نہیں رکھتے تھے۔ ان کا اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان تھا، اس لئے قرآن مجید کے احکام پر خوش دلی سے عمل کرتے تھے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ ''دشمن کو معاف کرنا اس کے دل کی تسخیر ہے اس لئے ہمیشہ وہ درگزر سے کام لیتے تھے۔ شاہ ابن سعود اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امن وامان کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ وہ لوگوں کے جان و مال کے تحفظ اور ان کے مسائل کا خاص خیال رکھتے تھے اور امن میں خلل ڈالنے والوں سے سختی سے نبٹتے تھے۔ انہوں نے امن وامان کو ہمیشہ مضبوط بنیادوں پر استوار رکھا۔

وفات شاہ ابن سعود نے ۷۳ برس کی عمر میں ۹ نومبر ۱۹۵۳ء کو طائف میں انتقال کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. ان کی نماز جنازہ مسجد الحویہ طائف میں ادا کی گئی، بعدازاں ان کی نعش بذریعہ طیارہ ریاض لائی گئی اور ریاض کے عام قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔

قاری ابوالحسن، قاری ابوبکر حماد اور حافظ عبداللہ کو صدمہ

مولانا سید عبیداللہ شاہ بلتستانی کا انتقال پُر ملال

مورخہ 9 اگست بروز ہفتہ بلتستان کے معروف عالم دین مولانا سید عبیداللہ شاہ انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم مسجد اہل حدیث بھابڑا بازار راولپنڈی کے بانی تھے اور پوری زندگی اسی مسجد کے اندر تعلیم وتبلیغ میں گزار دی۔ نماز جنازہ معروف عالم دین وعظیم سکالر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔

مولانا محمود الحسن غضنفر خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چھپڑ بازار چکوال کو صدمہ

مورخہ 22 اگست بروز جمعہ مولانا محمود الحسن غضنفر خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چھپڑ بازار کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند اور نیک خاتون تھیں۔ رئیس الجامعہ نے مولانا محمود الحسن غضنفر سے جامعہ محمدیہ چھپڑ بازار چکوال میں ان کی رہائش گاہ پر اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کی بلندی درجات کیلئے دعا کی۔